Journal of Religion & Society **(JRS)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

THE CONTRIBUTIONS OF IMĀM ABU BAKR AHMAD IBN ALI IBN AL-RAZI AL-JAṢĀṢ IN FIQH: AN ANALYTICAL STUDY WITHIN THE CONTEXT OF HANAFĪ JURISPRUDENCE

ابو بکر احمد بن علی بن الرازی جصاص کی فقہی خدمات: فقہ حنفی کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Zeeshan Ali
Ph.D. Scholar, Riphah International University Islamabad, Department of Islamic Studies.
za8147553@gmail.com
Abid Saeed
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, MY University, Islamabad.
abidmadani@gmail.com
Kashif Mehmood Qureshi
Lecturer, Department of Islamic Thought and Culture, National University of Modern Languages (NUML) Mirpur Campus
kashif.mehmood@numl.edu.pk

ABSTRACT

Imām Abu Bakar al- Jaṣāṣ is famous jurist of Hanafī school of thought. He wrote a great interpretation of Qurān named Ahkām al Qurān. He has written more than fifteen books and more than eight book related to HanafÊ school of thought. In his interpretation of Quran, he doesn't interpret all Qur'anic verses, as is done by other commentators. This article provides a comprehensive research analysis of the juristic contributions of Abu Bakr Ahmad ibn Ali al-Razi al- Jaṣāṣ within the context of Hanafi jurisprudence. Al- Jaṣāṣ a prominent Islamic scholar of the 10th century, significantly advanced the development and proliferation of Hanafi fiqh. The research examines his technique, his works, and the influence of his legal interpretations on later Hanafi thought. The study conducts a thorough analysis of his principal treatises, particularly his work on Hanafī school of thought to explore the conceptual framework that influenced his legal reasoning. It underscores how his jurisprudential perspectives aided in addressing intricate matters in Islamic law, reconciling classic Hanafī doctrine with contemporary legal procedures. The paper highlights the enduring impact of al- Jaṣāṣ on the Hanafī School and Islamic law through an examination of his scholarly methodology. This research aims to deepen knowledge of the historical and intellectual legacy of al- Jaṣāṣ in the broader framework of Islamic legal thought.

***Keywords**: Contributions of Imām Jaṣāṣ, Hanafī, Jurisprudence*

تعارف

آپ کا مکمل نام ابو بکر احمد بن علی الرازی الحنفی الشہیر الجصاص ہے، آپ کی کنیت ابو بکر لقب فخر الدین اور جصاص ہے آپ کا شمار احناف کے کبائر علماء میں ہوتا ہے۔ اور اسی طرح بعض کتب احناف میں آپ کو بطور خاص فقہ حنفی کے فروغ میں نمایاں کردار کی وجہ سے "الرازی الحنفی" کے طور پر لکھا گیا ہے۔ آپ کے مشہور لقب جصاص کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ کیوں اور کیسے مشہور ہوا ہے؟ اس بارے میں راجح قول کے مطابق آپ چونا گچ کے پیشہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے جصاص کہلائے۔[i] یعنی آپ کو جصاص اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ آپ چونے یا قلعی کا کام کرتے تھے اس پیشہ کی نسبت سے آپ کو جصاص کہا جاتا ہے، الجصاص کی تشریح کرتے ہوئے علامہ السمعانی رقمطراز ہیں: جص کے معنی ہے چونا کرنا اور جصاص وہ ہوتا ہے جو چونا کرے یا قلعی کا کام کرے یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعض آئمہ نے جصاص اور رازی کو دو مختلف شخصیتیں سمجھا ہے۔ اس پر ابن قطلوبغا نے خبر دار کیا ہے کہ جصاص اور رازی کو دو مختلف شخصیات تصور کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں دراصل ایک ہی شخصیت کے دو القابات ہے۔[ii] آپ کو الحنفی اور الرازی بھی کہا جاتا ہے اس بارے میں علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ کو حنفی اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے فقہ حنفی کی تدوین و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اس خدمت کے عوض آپ کو حنفی کہا جاتا ہے اور جہاں تک رازی کا تعلق ہے اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض احباب کی رائے یہ ہے کہ آپ کو امام رازی سے والہانہ محبت تھی اس بناء پر اپنے نام کے ساتھ رازی لگاتے لیکن اس بارے میں کوئی مستند حوالہ نہیں مل پایا بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ کہ آپ فارس کے شہر رے میں پیدا ہوئے، رے شہر کی نسبت کی وجہ سے آپ کو رازی کہا جاتا ہے۔[iii]

الجصاص چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئے اور چوتھی صدی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس صدی میں مسلم اُمہ میں سیاسی اختلاف عروج پر تھے لیکن اس کے ساتھ یہ زمانہ اہل اسلام کے لیے علم وادب کی مدون وترقی کے حوالے سے بھی ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ آپ 305ھ بمطابق 917 میں پیدا ہوئے۔ بعض علماء نے آپ کی جائے پیدائش بغداد بتائی ہے لیکن مؤخرین نے اس سے اختلاف کیا ہے کیونکہ متعدد ذرائع سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جصاص بغداد میں 324ھ میں تشریف لائے۔[iv] اس بیان کی تائید میں عمر رضا کہتے ہیں: امام ابو بکر بن الجصاص الرازی جو کہ حنفی اصولی تھے جوانی کے عالم میں بغداد تشریف لائے، حافظ المشرق علافہ خطیب بغدادی اس بارے میں لکھتے ہیں: جصاصؒ بغداد میں اس وقت تشریف لائے جب کہ وہ نوجوان تھے، یہاں آکر وہ حضرت ابو الحسن الکرخی کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔[v]

ایک مستند روایت کے مطابق امام جصاص کی جائے پیدائش "ریّ" (جس کا رسم الخط "رے" بھی معروف ہے) میں ہوئی۔ آپ کے ابتدائی حالات زندگی بالخصوص تعلیمی امور یعنی نے ابتدائی علوم کسی خاص تعلیمی ادارے یا معروف استاد سے حاصل کی ہے اس کے متعلق کسی بھی معتبر کتاب میں کوئی خاص معلومات دستیاب نہیں ہیں البتہ بعض تاریخی کتب میں اس متعلق ضرور راہنمائی ملتی ہے کہ جس دور میں امام موصوف "رے" میں موجود تھے اس وقت شہر ہذا میں علمی وادبی سرگرمیاں عروج پر تھی اس سے اندازہ ہوا کہ امام صاحب نے ایک علمی وادبی ماحول میں پرورش پائی۔ عرصہ بیس سال تک امام صاحب نے "رے" میں ہی مقیم رہتے ہوئے اپنے علمی سفر کو مکمل کیا، آپ نے یہاں پر روایتی انداز میں علوم قدیمہ پر عبور حاصل کیا۔ امام جصاص 325 میں حصول علم کے لیے بغداد تشریف لے گئے اور یہاں اپنے وقت کے کبار علماء کے حلقہ میں شامل ہو گئے اور ان سے اکتساب فیض کیا اور پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ کا شمار بغداد کے جید فقہاء میں ہونے لگا اور

حنفی مسلک میں فقہی مسائل کے حوالے سے آپ کی آراء بطور دلیل سمجھی جانے لگی۔ آپ نے قیام بغداد کے دوران جن اساتذہ کرام سے خصوصی طور پر اکتساب فیض کیا ان میں ابوالحسن الکرخی 530 ھ، عبدالباقی 533 ھ، ابوالقاسم الطب ررانی 560 ھ، امام حاکم النیشا پوری 303 ھ، ابوالعباس الاثمر 536 ھ، ابو سہل الزجاجی، ابو علی الفارسی 377ھ شامل ہیں لیکن ان میں اساتذہ کرام ان میں ابو سہل الزجاجی اور ابوالحسن الکرخیؒ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، ان کی شفقت خاص نے آپ کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔[vi]

334ھ میں بغداد سخت قسم کا قحط رونما ہوا اور حالات انتہائی سنگین ہو گئے اسی صورتحال میں لوگ ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے ان حالات میں امام جصاص نے بھی بغداد کی سکونت کو ترک کرنے کا ارادہ کیا اور "اھواز" چلے گئے اور یہاں علم دین کی اشاعت بالخصوص فقہ و فتاوی نویسی میں مصروف ہو گئے، یہاں رہ کر آپ نے فقہ حنفی کی خوب خدمت کی۔[vii]

کچھ عرصہ اھواز میں گزارنے کے بعد آپ دوبارہ بغداد تشریف لے گئے اور ایک بار پھر حضرت ابوالحسن کرخی کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے، اس دوران آپ نے امام الکرخی سے روزانہ کی بنیاد پر مختلف نوعیت کے پیچیدہ مسائل پر سیر گفتگو کی، ان ابحاث نے آپ کے لیے علم کی ایک نئی جہت متعین کرنے میں مدد فراہم کی۔ بعض کتب تراجم میں یہ بھی مذکور ہے کہ امام جصاصؒ اھواز سے نکل کر نیشاپور تشریف لے گئے وہاں انہوں نے امام نیشاپوری سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ امام الکرخی کی وفات کے بعد بغداد میں حنفیوں کے گروہ کے نمائندہ بن گئے الجصاص سخت طبیعت، معتصب اور متشدد انسان نہیں تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے محدثین اور فقہاء کے درمیان اختلافی مسائل میں ثالثی کے فرائض سرانجام دیئے۔ امام جصاصؒ نے اپنی عمر کا بڑا عرصہ دین اسلام کی اشاعت، تعلیم و تعلم اور افتاء و تالیف میں صرف کیا اور یہ سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا، بالآخر ایک ایسا دن آیا اسلام کا یہ روشن چراغ ہمیشہ کے لیے بجھ گیا آپ کا وصال بروز اتوار 7 ذی الحجہ 370ھ کو 65 سال کی عمر میں بغداد میں ہوا۔ آپ کا جنازہ آپ کے شاگرد خاص امام ابو بکر بن محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے پڑھایا اور اپنے ہاتھوں سے استادِ محترم کو لحد میں اتارا۔[viii]

امام جصاص کا مقام تقوی و پرہیز گاری

امام موصوفؒ صوم و صلوۃ کے پابند اور حد درجہ کے زہد و عابد تھے مطالعہ اور شب بیداری آپ کے خاص اوصاف تھے، شب و روز میں سے زیادہ وقت دینی کتابوں کے مطالعہ اور یاد الٰہی میں صرف ہوتا تھا۔ اس بارے میں حافظ ابن کثیرؒ میں فرماتے ہیں؛

كان عابدا زاهدا ورعا انتهت اليه رياسة الحنفية فی وقته ورحل اليه الطلبة من الآفاق[ix]

ترجمہ: وہ عبادت گزار اور زہد و ورع والے تھے، حنفیہ کی سرداری ان پر آکر ختم ہو جاتی ہے۔ طلب علم میں انہوں نے دور دراز کا سفر کیا

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے آپ زہد و تقوی میں ایک مثالی مقام رکھتے تھے اسی بناء پر ہم عصر علماء نے آپ کے عبادت گزاری تقوی اور طہارت کو قابل تحسین ٹھہرایا ہے۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

كان راسا من الزاهد[x]

ترجمہ: آپ اہل تقوی اور ہیز گاروں کے سردار تھے۔

امام جصاص علیہ رحمہ کے ہم عصر علما بھی ان کے زہد و تقوی کے سبب بڑی تعظیم کرتے تھے بالخصوص شریعت مطاہرہ کی پابندی میں آپ حکمران طبقہ کی پرواہ بھی نہیں کرتے تھے، حتی کہ آپ نے قاضی قضا کے عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حافظ المشرق علامہ خطیب

بغدادی کے مطابق آپ نے حکمران طبقے خوف وہراس کی پرواہ کیے بغیر دو مرتبہ پیش کیا جانے والا قاضی قضاء کا عہدہ قبول کرنے سے واضح طور پر انکار کیا۔ خطیب بغدادی امام جصاص کی شخصیت کے متعلق کچھ یوں فرماتے ہیں

"إمام أصحاب الرأي فِي وقته، كَانَ مشهورا بالزهد والورع، ورد بغداد فِي شبيبته ودرس الفقه على أَبِي الْحَسَن الكرخي ولم يزل حتى انتهت إليه الرياسة، ورحل إليه المتفقهة، وخوطب فِي أن يلي قضاء القضاة فامتنع، وأعيد عَلَيْهِ الْخَطَّاب فلم يفعل، وله تصانيف كثيرة مشهورة ضمنها أحاديث رواها عَنْ أَبِي الْعَبَّاس الأصم النَّيْسَابُورِيّ، وَعَبْد اللَّهِ بْن جعفر بْن فارس الأصبهاني، وعبد الباقي بْن قانع الْقَاضِي، وسليمان بْن أَحْمَدَ الطَّبَرَانِيّ، وغيرهم[xi].

"وہ اپنے وقت کے اصحاب الرائے کے امام تھے اور زہد وورع کے لئے مشہور تھے۔ انہوں نے اپنی جوانی میں بغداد کا سفر کیا اور فقہ کا علم امام ابو الحسن کرخی سے حاصل کیا۔ آپ اسی طرح علم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا علم تمام لوگوں پر غالب آگیا اور علم میں ان کی قیادت تسلیم کی گئی۔ اس کے بعد طلبہ کرام ان کے علم سے استفادہ کرنے کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔ انہیں قضاء القضاۃ کے منصب کی پیشکش کی گئی، مگر انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان سے بار بار یہ پیشکش کی گئی مگر انہوں نے پھر بھی انکار کیا۔"

علامہ السیری امام ابو بکر جصاص کے دوسرے سفر بغداد کے متعلق لکھتے ہیں: بغداد کے خلیفہ مطیع اللہ کا سفیر ابو الحسن میرے پاس آیا اور مجھے قاضی بننے کی درخواست کی، میں نے انکار کر دیا اور الجصاص کا نام تجویز کیا، اس دوران میں الجصاص سے بذات خود ملا اور آپ کو عہدہ کے قبول نہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ کچھ دن بعد ابو الحسن میرے پاس دوبارہ آئے اور الجصاص کے پاس چلنے کی درخواست کی، میں انھیں الجصاص کے پاس لے گیا، مگر الجصاص مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے کہ آپ نے تو مجھے نصیحت کی تھی کہ قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول نہ کروں اور اب آپ بطور سفارش خود چلے آگئے۔ ابو الحسن کو یہ بات ناگوار گزری اور ابو بکر الابہری کو کہنے لگے کہ آپ ایسے آدمی کے بارے میں عہدہ کیلئے کیوں بات کرتے ہیں، جس کو آپ خود قاضی بننے سے منع کرتے ہیں اس پر ابو بکر الابہری کہنے لگے اس بارے میں نے امام مالک بن انس کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ جنہوں نے مدینہ کے لوگوں کو کہا تھا کہ نافع کو نماز کے لیے امام مت بنا لے اور ساتھ ہی نافع کو منع کر دیا کہ آپ لوگوں کے امام نہ بنے، امام مالک سے اس طرز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔،، نافع کا نیکی میں درجہ بہت بلند ہے اور انہوں نے اگر ایسا کیا تو لوگ حسد کی وجہ سے انکے دشمن بن جائیں گے۔ اسی طرح میں نے الجصاص کو پسند کیا نیکی میں کوئی دوسرا ان کے ہم پلہ نہیں اور انہیں اس لئے منع کیا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔،، (مگر قاضی القضاء بننے کے بعد لوگ آپ سے حسد کریں گے اور اس طرح طعن وتشنیع کے ذریعے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کریں گے۔ [xii]

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل پہلو سامنے آتے ہیں۔

(1) الجصاص حب جاہ خود پسندی سے اجتناب کرتے تھے اس لیے آپ ذاتی طور پر منصب قبول کرنے کے حق میں نہ تھے، لہذا آپ نے بغیر کسی حیلہ بہانے کے خلیفہ بغداد کے حکم نامے کو واضح ٹھکرا دیا۔

(2) دوسرا الجصاص اپنے زمانے کے جید امام تھے، آپ فطری طور خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے، آیت قرآنی سے استنباط اور فقاہت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

(3) ان کا رعب و دبدبہ اتنا تھا کہ خلیفہ وقت کا سفیر بلا واسطہ ان سے ملاقات کرنے سے کتراتا تھا، انھیں کسی نہ کسی کا سہارا لینا پڑتا تھا اور یہ آپ کی شخصیت کی نمایاں خوبی تھی کہ حق گوئی اور خدا لگتی بات کہنے میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

امام الجصاص کے تلامذہ

امام جصاص علیہ رحمہ ایک عالم، مصنف، فقہیہ ہونے کے ساتھ بلند پایہ کے استاد تھے، آپ عرصہ پچیس سال تک مسند تدریس پر فائز رہے اس دوران سینکڑوں طلبہ کرام نے آپ سے اکتساب فیض کیا، آپ سے جن احباب نے تلمذ کا شرف حاصل کیا ان میں سے اکثر بطور فقہی و استاد کے معروف ہوئے۔ ذیل میں چند معروف علماء کرام کا ذکر کیا ہے۔[xiii]

(1)علامہ مفتی ابو بکر محمد بن موسیٰ الخوارزمی 305 ھ،

(2)الفقیہ ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خلف الحنفی390ھ

(3)المحدث ابوالفرج بن سلمہ 333 ھ

(4) ابوعبدا للہ الجرجانی 593 ھ

اس کے علاوہ بغداد ،رے،اھواز میں دیگر کئی کبار اور مشاہیر علماءِ امت نے ان سے کسبِ فیض کیا اور وہاں ایک بہترین نظم میں رہتے ہوئے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھا۔ بے شمار علماء کرام ان سے استعفادہ کرنے کے بعد عراق و شام کے متعدد علاقوں کا مقیم ہو کر علم دین بالخصوص فقہ کی نشر و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔

امام جصاص کی فقہی خدمات

علامہ موصوف علیہ رحمہ نے مختلف علوم تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ سے متعلق مختلف نوعیت کی ایک درجن سے زائد کتابیں تصانیف کی ہیں، یہ تصانیف بعد میں کیے جانے والے کام کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں، ہر زمانے کے مصنفین اور محققین ان کتب سے استعفادہ کرتے ہوئے مختلف پہلوؤں سے بحث کرتے ہوئے آرہے ہیں بالخصوص فقہ احناف کے حوالے سے کیا گیا کام آج تک ایک مستند اصول و بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، ہر زمانے کے حنفی علماء آپ اقوال و فتاوی جات سے استعفادہ کرتے ہوئے فقہ احناف کی روشنی میں فقہی مسائل کو پیش کرتے رہے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے باختلاف روایات کے مطابق انکی کتب کی تعداد 16 ہیں، ذیل میں ان کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔[xiv]

شرح الجامع الصغیر للامام محمد بن الحسن الشیبانی

الجامع الصغیر امام محمد علیہ رحمہ کی فقہ احناف کی اہم اور بنیادی کتاب ہے اس کا شمار احناف کی امہات کتب میں ہوتا ہے اس میں احناف مذہب کی روایت و متون جمع کی گئی ہے، امام موصوف نے ایک عمدہ اور نہایت بلند پایہ کی شرح لکھی ہے جو کہ چار مجلدات پر مشتمل ہے۔ آپ نے 348ھ میں اس کی تالیف مکمل کی۔ بنیادی طور پر" شرح الجامع الصغیر " کا شمار فقہ احناف کی اصولی کتب میں ہوتا ہے یہ کتاب نہ صرف حنفی فقہ کی تفصیلی شرح فراہم کرتی ہے بلکہ اصولوں کی بھی وضاحت کرتی ہے۔ اس میں آپ نے فقہ اسلامی کے مختلف ابواب کی تفصیلات فراہم کی ہے اور فقہاء کے درمیان اختلافات کو دور کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔ کتاب کے سیاق و سباق سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ امام موصوف کی اس کتاب کا بنیادی مقصد نہ صرف احادیث طیبہ کی مفصل شرح کرنا تھا، بلکہ قرآنی آیات و احادیث کے ذریعے استنباط کر کے ان میں موجود فقہی احکام اور اصولوں کو بھی اجاگر کرنا تھا تاکہ مسلمان ان سے صحیح طور پر فائدہ اٹھا سکیں۔ اور سب سے بڑھ کر امام جصاص نے اس شرح میں علم حدیث اور فقہ کو اس طرز سے آپس میں مربوط کیا کہ دونوں کا جامع انداز میں احاطہ ہو سکے۔[xv]

امام جصاص کی تصنیفات میں "شرح الجامع الصغیر "علم فقہ میں یہ ایک جداگانہ حیثیت رکھتی ہے نہ صرف احناف بلکہ دیگر فقہی مسالک شوافع اور مالکیہ کے ہاں یہ ایک اہم مصدر کی حیثیت رکھتی ہے اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس میں امام موصوف نے احادیث طیبہ کو نہ صرف محض الفاظ کے اعتبار سے بیان کیا بلکہ ان کے عملی اور فقہی پہلو کو نہایت عمدہ انداز میں فقہی اور تفسیری دونوں طرز میں اجاگر کیا۔ یہ شرح ایک فقیہ کے طور پر امام جصاص کی پہچان بن گئی آپ کی علمی حیثیت اس شرح سے واضح ہوتی ہے کہ آپ نے مذہبی متون کی نہایت گہری تفہیم

فراہم کی، جس سے عامہ مسلمین کو اپنے دین اسلام کو بہتر طور پر سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملی۔ المختصر شرح "الجامع الصغیر" امام جصاص کی ایک اعلیٰ درجہ کی اہم ترین علمی کاوش ہے اس میں آپ نے احادیث کے متن، سند، معانی، مفاہیم اور فقہی مسائل پر گہری روشنی ڈالتے ہوئے نہایت جامع انداز میں خلاصہ پیش کیا ہے، یہ کتاب آج بھی نہ صرف علماء اور فقیہوں کے لیے ایک اہم ماخذ سمجھی جاتی ہے، اور اس سے استفادہ کر کے علماء نے فتوے اور فقہی مسائل میں رہنمائی حاصل کی بلکہ ہر زمانے میں اس کتاب کی اہمیت مسلم معاشروں میں محسوس کی جاتی ہے اور یہ ہر دور میں فقہ کے طلباء اور علماء کے لیے ایک قیمتی ماخذ بنی ہوئی ہے۔ [xvi]

شرح المناسک للامام محمد بن الحسن

امام محمد بن الحسن الشیبانی کی یہ کتاب اسلامی فقہ کی تاریخ میں بہت اہمیت کی حامل ہے، بالخصوص فقہ حنفی کے مراجع میں کتاب ہذا کا مقام بلند ہے۔ ان کی کتاب "شرح المناسک" میں حج کے تمام مناسک کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، اور امام محمد بن الحسن نے ان مناسک کی وضاحت میں جامع اداز میں فقہی اصولوں کو بیان کیا ہے۔ امام جصاص علیہ الرحمہ نے امام محمد بن الحسن کی "شرح المناسک" کی وضاحت کرتے ہوئے بعض اہم نکات پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ نے تشریح کرتے ہوئے خاص طور پر تین اہم پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں [xvii]۔

مناسک حج کے بنیادی مقاصد

الجصاص نے امام محمد بن الحسن کی "شرح المناسک" اول حصے میں مناسک حج کے مقاصد کو تفصیل سے بیان کیا ہے، آپ کے مطابق مناسک حج اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیے گئے ہیں مناسک حج کا مقصد صرف جسمانی سفر اور عبادات نہیں ہیں، بلکہ ان کے ذریعے انسان کو قرب الٰہی میسر آتا ہے اور نتیجتاً انسان کی روحانیت اور تقویٰ میں اضافہ ہوتا ہے۔ بلکہ یوں کہا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا کہ مناسک حج سے انسان کو نہ صرف روحانی صفائی اور دل کی پاکیزگی میسر آتی ہے بلکہ اللہ پاک کا قرب اور توبہ کی توفیق خاص بھی ملتی ہے۔

مناسک حج کی فقہی تفصیلات

امام جصاص نے امام محمد بن الحسن کی شرح میں ہر رکن کی فقہی تفصیلات کو واضح کیا ہے اس ضمن میں آپ نے انفرادی طور پر ہر رکن کی اہمیت اور شرعی حیثیت دونوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جامع انداز میں ہر ایک مناسک کو بیان کیا ہے آپ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر عمل کا فقہی پہلو اور اس کے شرعی اثرات ہیں۔ بطور تفہیم آپ مختلف مثالیں بھی پیش کرتے ہیں جب حالت احرام کی پابندیوں کی بات کرتے ہیں تو "احرام" کی حالت میں کچھ مخصوص امور کی پابندی، "سعی" کی جملہ جزئیات اور "طواف" کے مختلف اقسام کی تفصیلات میں الجصاص نے ایک علمی اور فقہی نظر سے تمام اہم نکات بیان کیے ہیں۔ امام جصاص کا تشریحی کا یہ انداز نہ صرف جداگانہ بلکہ انتہائی سہل بھی ہے۔

فقہی اختلافات اور استنباط

امام جصاص نے اپنی اس شرح میں فقہی مذاہب کے مابین پائے جانے والے اختلافات کو ایک علمی انداز میں بیان کیا ہے، آپ کی شرح کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ جب آپ کسی مسئلہ سے متعلق احناف کی آراء کو پیش کرتے ہیں تو دیگر آئمہ کرام کی آراء کو پیش کر کے علمی انداز میں تقابل کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ جب فقہی اختلافات کا ذکر کرتے ہیں جو حنفی مکتبہ فکر کے علماء اور دیگر مذاہب کے علماء کے درمیان پایا جاتا ہیں تو انتہائی معتدل انداز اختیار کرتے ہے۔ اسکی بہترین مثال یہ کے آپ نے جب طواف افاضہ اور طواف وداع کے بارے میں مختلف فقہاء کے درمیان اختلافات کی وضاحت کی تو اولین امام محمد بن الحسن کی رائے کو بیان کرنے کے بعد دیگر آئمہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ سب سے بڑھ کر اس شرح کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ فقہی مسائل میں پائے جانے والے اختلافات کو بیان کرنے میں آپ نے قرآن وحدیث کے دلائل کے ذریعے فیصلہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام جصاص نے "شرح المناسک" کی تشریح کرتے ہوئے انتہائی سہل

انداز میں فقہی اور علمی نکات پیش کیے ہیں ان نکات نے بعد کے علماء کے لیے فقہ احناف کے بنیادی مصادر کی تفہیم میں آسانی پیدا کر دی ہیں، آپ نے بالخصوص اس بات پر زور دیا کہ مناسک حج کا تعلق صرف جسمانی عبادات سے نہیں ہیں بلکہ یہ انسان کی روحانی تطہیر اور اللہ پاک کے ساتھ انسان کا تعلق مستحکم کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ الجصاص نے امام محمد بن الحسن کی کتاب کا علمی اور فقہی نقطہ نظر سے مکمل کیا ہے اور ہر ہر رکن کے شرعی، فقہی اور روحانی پہلو کو واضح کیا ہے۔[xviii]

الفصول فی الاصول

فقہ حنفی کے تناظر میں یہ کتاب امام عبدالرحمن الاجصاص کا ایک اہم اور معروف علمی و تحقیقی کارنامہ ہے بنیادی طور یہ اصولِ فقہ کے قواعد وضوابط کے حوالے سے بنیادی کتب میں شمار ہوتی ہے۔ علمی اعتبار سے اس کا شمار بھی معتبر اور مستند کتب میں ہوتا ہے کیونکہ اس میں شامل مبحث واصول بعد آنے والے فقہاء کرام کے لیے دلیل اور سند کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ امام جصاص کا یہ کام اصولِ فقہ میں ان کے گہرے فہم اور دقت نظر کا بہترین عکاس ہے۔ کتاب ہذا میں امام جصاص نے علم اصولِ فقہ میں شامل بنیادی نوعیت کے تمام موضوعات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، انتہائی اور جامع انداز میں متقدمین حضرات کی بیان کردہ اصولوں کو تفہیمی انداز میں بیان کیا ہے مبحث میں شامل اہم ترین موضوعات مندرجہ ذیل ہیں۔[xix]

اصولِ فقہ کا تعارف

کتاب کی ابتداء امام جصاص اصولِ فقہ کے تعارف سے کرواتے ہیں، پہلے باب میں اصول فقہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کے متعلق متقدمین بالخصوص اولین فقہاء کے اقوال پیش کر کے جامع انداز میں تجزیہ کرتے ہیں اس سلسلے میں آپ نے انتہائی مدلل انداز میں مختلف جہت سے مبحث کی ہے جو کہ اہل علم کے لیے کافی اہمیت رکھتی ہے۔ تعارف کے بعد آپ اصول فقہ کی مسلم معاشرے کے لیے ضرورت و اہمیت کو قرآن وحدیث سے دلائل پیش کر کے واضح کرتے ہیں۔

تشریع کے ذرائع

امام جصاص نے اصول فقہ کے اہم ترین موضوع فقہ کے ذرائع پر تفصیلی کلام کیا ہے، آغاز اولین مصدر قرآن پاک سے استنباط کرنے کے بنیادی اصولوں سے کرتے ہیں ایک فقہی کے لیے ان اصولوں سے متعلق گہرا فہم ہونا ضروری ہے بالخصوص آیات احکام کی نشاندہی اور ان سے استنباط کن اصولوں کی بنیاد کیا جاتا ہے ان امور سے آگاہی لازم وملزوم ہیں۔ امام جصاص کے مطابق ان مور کے لیے قرآن فہمی، حکمت و دانائی اور فہم فراست لازمی حیثیت کے طور پر درکار ہوتے ہیں۔ آپ نے علم فقہ کے اصل مصدر کی تفہیم سے متعلق جامع اور تفصیلی کلام کیا ہے بالخصوص ان کے استعمال کی شرائط وضوابط سے متعلق طویل بحث کی ہے ایک فقہی کے لیے ان شرائط وضوابط سے متعلق معلومات ہونا اور ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے مصدر کو استعمال کرنے کے طریقے سے متعلق علم ہونا بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ آپ نے اس حصے میں قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس جیسے تشریعی ذرائع کی تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے اور ان کے استعمال کی شرائط کو مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔

قیاس

قیاس شریعت اسلامیہ کا تیسرا بڑا ماخذ ہے، اس کو اصول فقہ میں ایک بنیادی مقام حاصل ہے، امام جصاص نے اس کے قواعد و ضوابط اور اس کے استعمال کی وضاحت کی ہے۔ امام جصاص نے قیاس کے بارے میں کتاب ہذا میں تفصیل سے بحث کی ہے۔ آپ قیاس کو نہ صرف اسلامی فقہ میں ایک اہم ذریعہ کے طور پر مانتے ہیں بلکہ قرآن وسنت کے بعد شریعت اسلامیہ کا سب سے بڑا مصدر سمجھتے ہیں۔

امام جصاص کے مطابق قیاس سے مراد ایسا عمل ہے جس میں کسی مسئلے کا حکم قرآن و سنت میں موجود نہ ہو لیکن اس سے مشابہت رکھنے والے مسئلے کی مدد سے درپیش مسئلے کا حل نکالا جائے۔

امام جصاص قیاس کو تین اجزاء میں تقسیم کرتے ہیں:

1. اصل (الاصل): وہ مسئلہ جس کے بارے میں حکم معلوم ہو۔
2. فرع (الفرع): وہ مسئلہ جس پر قیاس کیا جائے گا۔
3. علّت (العلّۃ): وہ وجہ جو اصل اور فرع کے درمیان مشابہت پیدا کرتی ہے اور جو حکم میں کمی یا زیادتی کا باعث بنتی ہے۔

آپ نے قیاس کے تین ارکان متعین کیے ہیں حالانکہ متاخرین حناف علماء نے قیاس کے چار ارکان متعین کیے ہیں "حکم" کو آخری رکن کے طور پر شمار کیا ہے اور اس اختلاف کی بنیاد دلیل پر ہے۔ آپ نے قیاس کی بنیاد اس بات پر رکھی کہ قرآن و سنت میں موجود احکام کو مکمل طور پر سمجھنے کے بعد، ان میں سے جو اصول اور قواعد استخراج کیے جائیں انکی بنیاد پر درپیش نئے مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ قیاس کا بنیادی مقصد امت مسلمہ کو درپیش مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی پیش کر کے نہ صرف راہنمائی کرنا بلکہ مسلم معاشرے کی ضرورت کو پورا کرنا ہے۔ امام جصاص علیہ رحمہ نے دیگر فقہاء کے برعکس قیاس کے استعمال کے لیے چار اصول بھی متعین کی ہیں جن کی روشنی میں قیاس کا استعمال کر کے مسائل کا استنباط آسانی سے ممکن ہے۔

علّت سے آگاہ ہونا: قیاس کا پہلا اور بنیادی اصول علت سے واقف یعنی عِلّت کا پتا چلنا ضروری ہے، علت سے مراد وجہ بھی لی جاتی ہے، جو اصل اور فرع کے درمیان مشابہت پیدا کرتی ہے۔

مشترکات و مختلفات: امام جصاص کے مطابق قیاس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اصل اور فرع میں جو خصوصیات پائی جارہی ہو وہ بالکل ایک جیسی ہوں، کیونکہ اس کے بغیر قیاس کا درست ہونا ناممکن ہے، یعنی جس مسئلے کو پیش نظر رکھ کر قیاس کیا جاتا ہے اس میں اور نئے آمدہ پیش مسائل میں مشترکات و مختلفات میں یکسانیت کا پایا جانا ضروری ہے۔

جواز اور محدودیت: امام جصاص نے قیاس کے جواز اور محدودیت کے لیے بھی حدود و قیود کا تعین کیا ہے، آپ نے قیاس کے استعمال میں احتیاط کا دامن پیش نظر رکھنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں اور صرف ایسے مسائل میں قیاس کے استعمال کے قائل ہیں جن کے بارے میں قرآن و سنت میں صراحتاً حکم موجود نہ ہو یعنی ایسے مسائل میں قیاس کی طرف رجوع کیا جائے گا جن سے متعلق قرآن و سنت میں کوئی واضح احکام موجود نہ ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام جصاص کا قیاس کے متعلق یہ نظریہ ہے کہ اسے استعمال کرنے کا بنیادی مقصد امت مسلمہ کی فلاح و بہبود اور مسلم معاشرے کی ضرورت کو پورا کرنا ہے لیکن اس کے استعمال کے لیے قرآن و سنت کا صحیح فہم ہونا ضروری ہے کیونکہ بغیر علم اور فہم کے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ مجموعی طور پر امام جصاص قیاس کو مسائل استنباط کا ایک ضروری اور معتبر ذریعہ سمجھتے ہے لیکن اس کے استعمال میں محتاط رہنے کی تاکید کرتے ہے۔[xx]

احکام القرآن

احکام القرآن امام جصاص علیہ رحمہ کی اہم ترین اور مایہ ناز تالیف ہے اور تمام دیگر تمام تالیفات سے ممتاز اور ایک نمایاں حیثیت کی حامل ہے، احکام القرآن ایک فقہی طرز پر لکھی گئی تفسیر ہے، اس میں امام موصوف نے آیات احکام کی تفسیر کی ہے، بلکہ یہ فقہ کی دنیا میں فقہ احناف کی نمائندہ تفسیر تسلیم کی جاتی ہے کیونکہ اس سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اس طرز کی تفسیر سامنے نہیں آئی جو مکمل طور پر احناف ترجمانی کر رہی ہو آپ کا طریقہ تفسیر یہ ہے کہ کوئی سا ایک باب قائم کرتے ہیں باب کا نام عموماً فقہی احکام کی مناسبت سے قائم کرتے ہیں

پھر اسی مناسبت سے قرآنی آیات پیش کرتے ہیں پھر اسی سے متعلق دلائل قرآنی ذکر کرتے ہوئے اسکی تفسیر کرتے ہیں،-امام جصاص کی یہ تفسیر اپنی نوعیت کی منفرد تفسیر ہے اور مندرجہ ذیل خصوصیات کی حامل ہیں۔[xxi]

تفسیر القرآن با لقرآن

امام موصوف کی یہ فقہی طرز کی تفسیر "تفسیر القرآن با لقرآن" کے منہج پر تحریر کی گئی ہے آپ نے اس تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن کو اولین حیثیت دی ہےار آپؒ کی اولین کوشش یہی رہی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر قرآن پاک سے ہی کی جائے۔یعنی اولین ماخذ کے طور پہلے قرآن سے رجوع کرتے ہے اس کے بعد حدیث اور دیگر ماخذ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کے فرمان: وقولوا للناس حسنا[xxii] کی تفسیر آیت مبارکہ '' ادعو الیٰ سبیل ربک بالحکمت[xxiii] سے کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:والاحسان المذکور ۃ فی الآیۃ انما ھو الدعاء الیه والنصح فیه لکل احد[xxiv] ترجمہ :آیت کریمہ میں احسان مذکور سے مراد دعوت دیںااور ہر ایک کی خیر خواہی کرنا ہے۔

قرآن کے لغوی معنی سے استعفادہ

امام جصاصؒ دوران تفسیر ضرورت پڑنے پر بعض مقامات پر قرآنی الفاظ کے معانی، توضیح و تشریح کرتے ہوئے قرآن کے لغوی معنیٰ پر استشہاد کرتے ہیں، آپ کی حتیٰ الامکان کوشش ہوتی ہے لغت قرآنی سے استعفادہ کرتے ہوئے قریب ترین معنیٰ پر اکتفا کیا جائے۔بعض مقامات پر بعید کے معنیٰ پر اکتفا کرتے ہیں اور لغوی معنی کا تعیّن کرتے ہیں مثال کے طور پر آیت کریمہ ''والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجایتربصن بان فسھن[xxv]'' علامہ موصوف نے یتربصن کا معنی کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:والتربص بالشئی الانتظار به ؛قال اللہ تعالیٰ فتربصوا به حتی حین[xxvi] تربص کا مطلب ہے انتظار کرنا ہے جیسا کا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''فتربصوا بہ حتی حینم ''اس سے مراد ہے کہا یک مخصوص مدت تک انتظار کرنا ۔

تفسیر با لماثور کا اہتمام

امام جصاصؒ نے احکام القرآن میں تفسیر بالماثور کا اہتمام کیا ہے آپ کے مطابق تفسیر بالماثور سے مراد ایسی تفسیر جس میں قرآن ک کی تفسیر آیات مبارکہ، سنت رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وسلف یعنی تابعین سے کرنے کا نام تفسیر بالماثور ہے۔اس کی بہترین مثال آیت کریمہ '' والذین یتوفون منکمہ ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن وعشرا[xxvii]'' کی تفسیر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے اس آیت کی تفسیر میں آپ نے تفسیر بالماثور سے متعلق متعدد عناصر ذکر کیے اور ساتھ ساتھ رائے واجتہاد سے بھی اسے منسلک کیا۔

تفسیر موضوع کے تحت ترتیب دینا

تفسیر احکام القرآن میں دیگر خصوصیات کے ساتھ ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ تفسیر موضوعی کا نمونہ بھی پیش کرتی ہے یعنی امام موصوف باقاعدہ طور پر ایک موضوع کا انتخاب کرنے بعد اس کی مناسبت سے مواد ترتیب دیتے ہیں، آپ کے بعد متاخرین حضرات نے اس منہج پر خاصی توجہ دی ہے۔اس میں ایک مسئلہ یا حکم میں مذکور آیات جمع کرتے ہیں اسی موضوع کو سامنے رکھتے ہوئے مقاصد قرآنیہ کے تحت تفسیر کرتے ہیں۔مثال کے طور آپ نے دین اسلام میں حرج اور مشقت کی نفی میں ایک باب قائم کیا ہے پھر اس عنوان کے تحت آیات کو پیش کرتے ہیں، پھر ہر آیت مبارکہ کی مفصل انداز میں تفسیر کرتے ہوئے مسائل اخذ کرتے ہیں۔

اقوال سلف میں ترجیح وتفصیل اور اقوال کو جمع کرنا

امام موصوف جس آیت کریمہ کی تفسیر میں اقوال ذکر کرتے ہیں اس میں ان قوال کے مابین ترجیح دے کر بعض مقصود بھا اقوال کوراجح قرار دیتے ہیں،مثال کے طور پر آیت کریمہ '' واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل''کی تفسیر میں بیت کی بناأٹھانے والے کے بارے میں مختلف اقوال ذکر کرتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کہ'' ابراھیم علیہ السلام بانی اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر پکڑانے والے تھے'' کوترجیح دیتے تھے۔بسا اوقات امام جصاص تفسیر کے دوران اقوال کو جمع کرتے ہیں اور ان میں بنا کوئی ترجیح قائم کیے محض تفسیری کاتب سے متعدد اقوال ذکر کیے ہیں۔ان پر کسی قسم کا محاکمہ یاتعاقب نہیں کرتے جیسا کہ آیت'' حفظو علی الصلوۃ وسطی'' کے ضمن میں مختلف اقوال نقل کیے لیکن ان میں کسی کو ترجیح دی۔

خبر واحد کاذکر اور قول صحابی کو ترجیح دینا

امام جصاص نے اخبار آحاد سے استعفادہ کیاہے وہ ان امور کو عقیدہ میں لازم قرار نہیں دیتے جیسا کہ ان کا مشہور مؤقف ہے اس میں عام طور پر وہ مخصوص الفاظ''الاخبار المقصّرۃ عن مرتبۃ ایجاب العلم لمخبرھافی امور الدین'' جس کا مطلب ہے کہ یہ خبر امور دین یعنی عقائد میں علم کے وجود کو ثابت کرنے میں قاصر ہیں۔امام موصوفؒ نے اپنی تفاسیر میں بعض مقامات پر قول رسول ﷺ سے قول صحابی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور پھر اس کو بطور دلیل ذکر کرتے ہیں لیکن امام موصوف ایسا اسی وقت کرتے ہیں اولاً جب کسی حدیث کی صحت میں شک ہو، دوم جب وہ قرآن کے معارض ہو، آیت طلاق کی تفسیر کرتے ہوئے امام موصوف نے متعدد مقامات پر یہ طرز اختیار کیاہے۔

مذہب حنفی کے ساتھ شدت تمسک

امام جصاص کی علمی خدمات مذہب حنفی کی ترویج میں کافی حد تک مشہور ہیں اور اس ضمن میں آپ نے تفسیر میں مذہب حنفیہ کی تائید میں ادلہ وبرائین کو بہت توجہ دی ہے احناف نے انہیں طبقہ ثانیہ یعنی مجتھد فی المذھب شمار کیاہے مجتھد کا کسی خاص مذہب سے منسلک ہونا باعث ردوقدح نہیں لیکن اس دوران احترام وادب کی حدود سے نکل جائے تو یہ مذموم عمل ہے امام جصاص نے جہاں حنفی مذہب کے ساتھ شدت تمسک اختیار کیا ہے وہیں اس کے دوبرے اثرات بھی سامنے آئیں جن میں پہلا مذہب حنفی کے مخالفین پر شدید کلام اور دسرا بعض نصوص کی تفسیر میں تعسف سے کام لیناہے۔

فقہ حنفی کی اشاعت میں نمایاں کردار

ابو بکر احمد بن علی بن الرازی جصاص علیہ رحمہ ایک عظیم مفسر، محدث، عالم ربانی اور فقہ حنفی کے عظیم معتبر ومستند فقہی تھے۔آپ نے اپنی تصانیف کے ذریعے حنفی فقہ کو مضبوط سہارافراہم کرنے میں اہم کردار اداکیا اور فقہ حنفی کومستند بنیادوں پر مستحکم کیا۔ اس حوالے سے آپ کی سب اہم ترین کتاب" **الفقہ علی المذاهب الأربعة**"ہے جس میں آپ نے حنفی فقہ کے اصولوں کو واضح کیا،ان اصولوں نے آج تک ہر زمانے میں فقہاءِ احناف کے علماء کے لیے راہنمائی کا کام کیاہے۔امام جصاص علیہ رحمہ پہلے فقہ حنفی کے عالم ہے جنھوں نے اجتہاد اور قیاس کی اہمیت کو جدید مسائل کے حل کے لیے اجاگر کیااورآپ نے ان دونوں کے استعمال کے لیے اصول وضوابط کا تعین کر کے ایک مکمل نظام کی صورت میں پیش کیا۔ آپ کی فقہی خدمات نے اسلامی فقہ کی مجموعی ترقی میں بھی نمایاں کردار ادا کیا، خاص طور پر قانونی اور اصولی سطح پرپرایک مکمل اور مرتب شدہ ڈھانچہ فراہم کیا۔ آپ کے کام نے نہ صرف حنفی مکتبہ فکر کو مضبوط بنیادوں پر مستحکم کیا بلکہ دیگر فقہی مکاتب فکر پر بھی گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔[xxviii]

امام جصاص نے اپنی فقہی تصانیف کے ذریعے حنفی مسلک کی اشاعت وترویج میں نہ صرف نمایاں کردار ادا کیا بلکہ اسکی فقہ حنفی اصولوں کی وضاحت اور اسلامی معاشرے کے لیے فقہ حنفی کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ آپ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "الفصول في الأصول" میں ایسے اصولی مسائل پر غور کیا جن کی بنیاد پر فقہ حنفی کی پوری عمارت کھڑی کی گئی اور آپ نے ان پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جصاص نے قرآن مجید کی تفسیر اور فقہی مسائل کی تشریح میں اہم خدمات فراہم کی ہے بالخصوص اپنی کتاب "أحكام القرآن" جو کہ ایک مشہور تفسیر ہے اس کے ذریعے قرآن مجید میں بیان کردہ فقہی مسائل کی وضاحت کی ہے اور حنفی مکتبہ فکر کے مطابق اس کی تفصیلات فراہم کی ہے۔ ان دونوں کتب کے ذریعے آپ نے قرآن اور حدیث کے مطابق فقہی مسائل پر مفصل بحث کی اور ان مسائل کی تشریح کی جو حنفی مسلک کی بنیاد ہیں۔ آپ کا نمایاں کام یہ ہے کہ آپ نے نہ صرف ان اصولوں کی تدوین وترتیب میں بنیادی کردار ادا کیا بلکہ ان کو مزید ترقی دینے کی راہ بھی ہموار کی اور ان کے لاگو کرنے میں بھی بطور سہولت کار کام کیا۔ آپ نے اپنے تحقیقی وتدوینی کام کے ذریعے اس بات کو ثابت کیا کہ حنفی فقہ نہ صرف ایک مکمل فقہی نظام کی صورت میں موجود ہے بلکہ اس نظام میں یہ صلاحیت بھی موجود ہے کہ مختلف حالات میں بھی انتہائی موثر ہیں۔ امام جصاص نے فقہ حنفی کے ایسے مسائل جو بنیادی اور ضروری اہمیت کے ہیں ان کو سادہ اور سہل انداز میں پیش کیا تاکہ ان کی تفہیم آسانی سے ممکن ہو سکے اور ان مسائل کو عوام کے سامنے پیش کرنے کے سہل طریقے بھی پیش کیے اس کی بنیاد ہیں۔ ابو بکر احمد بن علی بن الرازی جصاص کی فقہی خدمات نے نہ صرف حنفی فقہ کو مستحکم کیا بلکہ فقہ اسلامی کی مجموعی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ان کی تصانیف اور اجتہادی کام آج بھی علماء اور فقہیوں کے لئے ایک اہم مصدر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی خدمات کی بدولت حنفی فقہ کو ایک مستند اور مضبوط فقہی مکتبہ فکر کے طور پر تسلیم کیا گیا اور ان کی فقہی تشریحات نے حنفی مسلک کو نئی بلندیوں تک پہنچایا۔

الغرض یہ کہ امام جصاص نے اسلامی فقہ بالخصوص فقہ حنفی کو ارتقاء کی جانب گامزن کرنے میں ایک اہم اور بنیادی کردار کیا جس کی بدولت فقہ حنفی کا سفر آغاز ہی سے عروج کی جانب ہو گیا اس کے ساتھ آپ نے اسے جدید مسائل کے حل کے لیے ایک لچکدار نقطہ نظر فراہم کر کے نئے اور منفرد منہج کا آغاز کیا۔ آپ کی کوششوں سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ فقہ حنفی صرف ماضی کے مسائل کا حل پیش نہیں کرتی بلکہ موجودہ اور مستقبل میں آنے والے مسائل کے حل کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

فقہی اجتہاد

امام جصاص علیہ الرحمہ کی فقہی خدمات میں سے بڑی اور نمایاں خدمت فقہی اجتہاد کو از سر نو مرتب کر کے اسکی ضرورت واہمیت کو اجاگر کیا، آپ نے مسلم معاشرے کے لیے فقہی اجتہاد کی ضرورت کو سمجھا اور مسائل کے حل کے لیے اسکے طریقہ استعمال کو واضح کیا، آپ کا اس بارے میں مؤقف یہ ہے کہ ایسے جدید مسائل جن کا حل قرآن و سنت میں موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں اجتہاد کے ذریعے ان مسائل کا حل ممکن بنا کر مسلم معاشرے کی ضرورت کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ اس ضرورت کے پیش نظر امام جصاص نے فقہ حنفی کے تحت نہ صرف اجتہاد کے اصول وضع کیے بلکہ اس کے استعمال کے لیے ایک مکمل نظریہ بھی پیش کیا۔ آپ اس بات کے قائل ہے کہ اسلامی فقہ میں معمولات وحالات سے متعلق اجتہاد کی گنجائش لازمی ہونی چاہیے تاکہ مسلم معاشرت میں بدلتے حالات وواقعات کے پیش نظر شریعت مطہرہ کے ذریعے رہنمائی حاصل کی جا سکے۔

دراصل امام جصاص علیہ رحمہ کے پیش نظر جدید فقہی مسائل اور مسلم معاشرے کی ضروریات تھی اس لیے آپ نے اجتہاد کی روشنی میں ایسے نئے مسائل پر غور کیا اور ان مسائل کے بارے میں حنفی فقہ کے مطابق فیصلے دیے، جن کے بارے میں فقہ حنفی میں سکوت تھا آپ نے ایسے مسائل کا حل اجتہاد کی روشنی پیش کر کے تحقیق کی نئی راہ متعین کی۔ سب سے بڑھ کر آپ کا اجتہادی عمل حنفی فقہ کی ترقی

میں اہم سنگ میل ثابت ہوااس کاوش نے امام جصاص کو فقہ اسلامیہ کے میدان میں ایک مجتہد شخصیت کے طور پر متعارف کروایا اور ان کا کردار فقہی اجتہاد کے فروغ میں نمایاں طور پر ابھر کر سامنے آیا۔ آپ نے اسلامی فقہ کی تشریح و تفسیر کے حوالے سے ایک اہم مقام حاصل کیا، اور ان کی کاوشوں نے فقہ اسلامی میں اجتہاد کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا، آپ نے اجتہاد کے عمل کو نئے انداز میں پروان چڑھایا۔ اس حوالے سے آپ نے اپنی معروف تصنیف "احکام القرآن" میں قرآن پاک کی آیات اور ان کے فقہی احکام پر روشنی ڈالتے ہوئے اجتہاد کو نمایاں برتری دی، آپ نے اس تفسیر کے ذریعے اسلامی فقہ کے اجتہادی اصولوں کو تفصیل پیش کی ہے بالخصوص قرآن پاک کی آیات کے معنیٰ و مفاہیم اور تفسیر کرتے ہوئے مختلف نوعیت کے قانونی اور فقہی پہلوؤں سے متعلق اجتہاد سے کام لیا، ان کے اس طرز عمل نے اجتہاد کے عمل کو ایک نیا انداز میں فروغ دیا اور اس کو مزید معقول اور مدبر بنایا۔[xxix]

امام جصاص نے اجتہاد کے اصولوں کو متعین کرنے میں قرآن و سنت کو بنیاد بنایا۔ آپ کے مطابق اجتہاد میں بنیادی طور پر کتاب و سنت کی بنیاد پر استدلال کرنا لازم اور ضروری ہے، لیکن یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ ہر مسئلہ میں کتاب و سنت سے واضح راہنمائی مل پائے بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ قرآن و سنت سے اشارہ یا کنایہ نہ مل پارہا ہو تو ایسی صورت حال میں قیاس اور اجماع جیسے ذرائع کی طرف رجوع کرنا لازم ہو جاتا ہے ایسی صورت حال میں ان کا استعمال بالکل جائز ہے۔ امام جصاص کے مطابق یہ بات بھی ضروری ہے کہ اجتہاد کے اصولوں کو اختیار کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کا نتیجہ شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہو، اگر کوئی ایسا نتیجہ سامنے آئے جو بظاہر شریعت اسلامیہ کے بنیادی اصولوں کے متضاد ہو تو ایسا اجتہاد ہر گز درست نہیں مانا جائے گا۔ امام جصاص نے حنفی فقہ میں اجتہاد کے فروغ کو تقویت دینے کے لیے قیاس کے استعمال کو خاص اہمیت دی اور اس کے ذریعے بہت سے فقہی مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں حل پیش کیا۔ اس ضمن میں آپ نے بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ کے اصولوں کی تائید کی اور ان کی بیان کردہ تشریحات کو اجتہادی فکر کے طور پر پیش کیا۔[xxx]

خلاصہ بحث و نتائج

امام ابو بکر بن جصاص علیہ رحمہ کی فقہی خدمات نے فقہ حنفی کو نہ صرف مضبوط بنیادوں پر استحکام دیا بلکہ نہایت مدلل انداز میں ائمہ احناف کے اصولوں کو زیادہ واضح، مستند اور متفقہ بنانے میں مدد فراہم کی، آپ کی علمی خدمات کا اثر نہ صرف فقہ حنفی پر بلکہ پورے اسلامی فقہ پر واضح طور پر پڑا۔ بالخصوص آپ نے فقہ حنفی کے تناظر میں مختلف نوعیت کے فقہی مسائل کا عمیق اور گہری نظر سے تجزیہ کرتے ہوئے اجتہاد کی روشنی میں قرآن و سنت کی روح کے مطابق ان کا حل پیش کیا جو آج بھی قابل تقلید ہے۔ آپ کا یہ نظریہ تھا کہ پیش آمدہ ہر مسئلے کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں تلاش کرتے ہوئے بغیر کسی تعصب یا روایتی فقہی حدود سے ہٹ کر نئے زاویے سے دیکھنا مسلم معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے، آپ کی اسی محققانہ فکر نے اجتہاد کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا، کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ فقہ میں ہر مسئلے کا حل صرف ماضی کی تفسیرات کی مدد سے تلاش کرنا ناممکن ہے بلکہ اجتہاد کے ذریعے جدید ذرائع کو استعمال کرے ہوئے پیچیدہ اور حساس نوعیت کے مسائل کا حل تلاش کر کے عامتہ المسلمین کے لیے خیر اور بھلائی کا حصول ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ اسی ضرورت کے باعث آپ نے اجتہاد کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے قرآن و سنت اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں اجتہاد کے لیے از سر نو مضبوط بنیادوں پر نئے اصول وضع کیے اس کے لیے آپ نے قیاس، اجماع، اور استحسان جیسے اجتہادی ذرائع کی ضرورت و اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی تشریحات کو مدلل اور مضبوط بنیادوں پر کھڑا کیا تاکہ ان کو بروئے کار لایا جاسکے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام جصاص کی یہ محققانہ و

اجتہادی فکر فقہ حنفی کے لیے اجتہاد کے میدان میں ایک اہم پیش رفت ثابت ہوئی، آپ نے فقہ حنفی کے لیے اجتہاد کی راہ ہموار کرنے میں اہم اور نمایاں کردار ادا کیا صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی علمی کاوشوں نے فقہ حنفی کو مضبوط بنیادوں پر مستحکم کرنے کے ساتھ اجتہاد کے عمل کو زیادہ سمجھ بوجھ کے ساتھ استعمال کرنے کے منہج کو ایک مضبوط و مستند فکر کے ساتھ مربوط کیا۔اسی بدولت آپ کی بیان کردوہ تفصیلات اور اصول آج بھی فقہ کے مختلف شعبوں میں اجتہاد کے لیے بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔المختصر امام جصاص علیہ رحمہ نے اسلامی فقہ کو ایک نئی جہت بخشی، آج بھی مسلم معاشرہ اس جہت کی روشنی میں جدید مسائل کے حل کے لیے اسلامی فقہی اصولوں سے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

حوالاجات

---

i عبدالکریم بن محمد بن منصور السمعانی، الانساب (حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1962ء)، 2/ 63-

ii ایضاً

iii حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء (لبنان (بیروت): دارالرائد العربی، 1999ء)، 16/340۔

iv ایضاً

v عمر رضا کحالہ، معجم المولفین (دمشق: دارالبصائر، 1957ء)، 2/70۔

vi حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء (لبنان (بیروت): دارالرائد العربی، 1999ء)، 6/341۔1

vii ایضاً

viii یاسر فاروق، زاہد فاروق، " احکام القرآن میں اسلوب تفسیر اور امام جصاص پر نقد: تجزیاتی مطالعہ"، راحت القلوب 3/2 (جون 2019): 2۔

ix ابوالفداء اسماعیل بن عمر المعروف ابن کثیر، البدایة والنهایة (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1988)، 22/297۔

x حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، 6/341۔

xi أبو بكر أحمد بن علي الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 1417ء)، 4/314۔

xii أبو بكر أحمد بن علي الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، 4/213۔

xiii أبو بكر أحمد بن علي الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، 4/314۔

xiv یاسر فاروق، زاہد فاروق، " احکام القرآن میں اسلوب تفسیر اور امام جصاص پر نقد: تجزیاتی مطالعہ"، راحت القلوب 3/2 (جون 2019): 3۔

xv امام محمد بن حسن الشیبانی، الجامع الصغیر، ترجمہ: امام ابو بکر احمد بن جصاص (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2005)، 1-600۔

xvi ایضاً

xvii امام محمد بن حسن الشیبانی، شرح الامناسک، ترجمہ: امام ابو بکر احمد بن جصاص (ریاض: مکتبہ المعارف، 2005) 450۔

xviii ایضاً

xix امام ابو بکر احمد بن جصاص، الفصول في الأصول (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1998ء) 350۔1۔

xx ایضاً

xxi أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص، احکام القرآن (دار الکتب العلمیۃ، بیروت،، 1994ء)۔

xxii القرآن: 2/83۔

xxiii القرآن: 16/ 125۔

xxiv أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص، احکام القرآن (دار الکتب العلمیۃ، بیروت،، 1994ء)، 1/46۔

xxv القرآن: 2/ 234۔

[xxvi] الجصاص، احکام القرآن،1/501۔

[xxvii] القرآن:2/234۔

[xxviii] أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص،الفقه على المذاهب الأربعة(دارالكتب العلمية،بيروت،،1994ء)۔

[xxix] الجصاص، احکام القرآن،1/511۔

[xxx] ایضاً